ساجد حمید

شرح موطا امام مالک

باب وقوت الصلٰوۃ

نماز کے اوقات

[۵] وحدثنی عن مالك عن زید بن اسلم عن عطاء بن یسار وعن بسر بن سعید وعن الاعرج کلهم یحدثونه عن أبی هریرة أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال:

مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصُّبْحِ قبلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ الصُّبْحَ وَمَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ الْعَصْرَ.

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس نے طلوع آفتاب سے پہلے ایک رکعت پوری پڑھ لی، اس نے فجر کی نماز (وقت پر) پالی۔ اور جس نے غروب آفتاب سے پہلے ایک رکعت پڑھ لی، اس نے عصر کی نماز (وقت پر) پالی۔“

شرح

مفہوم و مدعا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے تین سوالوں کے جواب مل رہے ہیں جو ان دونوں روایتوں کی مدد سے سمجھ میں

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

آتے ہیں، جنھیں ہم نے دیگر طرق کے عنوان کے تحت بیان کیا ہے۔

پہلا یہ کہ یہ روایت اس مسئلے کا حل بتاتی ہے کہ اگر آدمی کبھی حالات کی آپا دھاپی میں نماز میں تاخیر کر بیٹھے تو وہ کون سا آخری وقت ہے کہ جس میں وہ اگر نماز پڑھ لے تو اس کی وہ نماز ادا ہو گی۔ وہ وقت اس روایت کے مطابق یہ ہے کہ جس نے وقت کے ختم ہونے سے پہلے نماز کی ایک رکعت مکمل کر لی ہے، اس نے نماز وقت پر ادا کر لی۔

دوسرے یہ کہ طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھنے سے روکا ہے۔ تو ایک نمازی کے ذہن میں سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ آیا اگر وہ کسی وقت اس صورت حال کا شکار ہو کہ اس نے نماز شروع کر دی، اور ایک یا دو رکعت پڑھ کر معلوم ہوا کہ سورج طلوع ہو رہا ہے یا غروب ہو رہا ہے تو آپ نے فرمایا: اس صورت میں باقی نماز پڑھ کر اسے مکمل کرے۔ آگے آنے والی ابو ہریرہ کی روایت میں اس بات کو صراحت سے بیان کیا گیا ہے کہ جب کوئی ایک رکعت سورج کے طلوع یا غروب سے پہلے پا لے تو نماز مکمل کرے۔

تیسرے یہ کہ عصر کے آخری وقت کا پتا چل رہا ہے کہ وہ دو مثل سایہ نہیں، بلکہ غروب آفتاب ہے۔ اور یہی بات سنت ثابتہ کے مطابق ہے۔

لغوی مسائل

فقد ادرك الصلوة: تو اس نے نماز پالی۔ یہ مجاز کا اسلوب ہے اس میں نماز بول کر نماز کا وقت مراد لیا گیا ہے۔ یہ زبان کا عام اسلوب ہے۔ مراد یہ ہے کہ جس نے ایک رکعت سورج ڈوبنے سے پہلے پڑھ لی تو اس نے نماز کا وقت پا لیا، لیکن یہ کہنے کے بجائے یہ کہہ دیا گیا ہے کہ اس نے نماز پالی اس لیے کہ اصل چیز نماز کا ادا ہونا تھا نہ کہ وقت کا ملنا۔ اس لیے مقصود کا ذکر کر دیا گیا۔

اس لیے یہ منطقی بحث درست نہیں ہے کہ جس نے نماز کی ایک رکعت پالی اس نے پوری نماز پالی۔

درایت

قرآن وسنت سے تعلق

یہ روایت فقہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے باب سے تعلق رکھتی ہے۔ اس میں دراصل نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسئلے کا جواب دیا ہے کہ اگر آدمی کو اتنی دیر ہو جائے کہ وہ نماز کے وقت کے خاتمہ کے قریب نماز پڑھے تو اس کی حد کیا ہے؟ یعنی کتنی تاخیر ہو جانے پر اس کی نماز قضا ہو جائے گی اور کب پڑھ لے تو اس کی نماز ادا ہو گی؟ آپ نے فرمایا کہ جس نے ایک رکعت پڑھنے کا وقت پا لیا، اس کی نماز قضا ہونے سے بچ گئی۔

ہماری مراد یہ ہے کہ یہ بیان شریعت نہیں، بلکہ شریعت پر عمل کے دوران میں پیدا ہونے والے مسئلے کا حل ہے، جو

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی فقیہانہ بصیرت سے دیا ہے۔ اس حل میں ٹھیک وہی اصول کارفرما ہے جو جماعت میں ایک رکعت پانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملحوظ رکھا ہے۔ یعنی جس نے ایک رکعت امام کے پیچھے پالی اس نے جماعت پالی۔

یہاں ایک ضمنی سوال پیدا ہوتا ہے کہ رکعت پانے سے کیا مراد ہے۔ دوسری روایتوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات بھی متعین کر دی ہے کہ رکعت پانے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اس رکعت کے سجود بھی طلوع آفتاب سے پہلے کر لے:

عن ابی هريرة قال: قال: رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: اذا ادرك احدكم سجدة من صلاة العصر قبل ان تغرب الشمس فليتم صلاته واذا ادرك سجدة من صلاة الصبح قبل ان تطلع الشمس فليتم صلاته. (بخاری، رقم ۵۳۱)

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی سورج ڈوبنے سے پہلے نماز عصر (کی پہلی رکعت) کے سجدے کر لیتا ہے، تو اسے چاہیے کہ وہ نماز مکمل کرے۔ اور جب تم میں سے کوئی طلوع آفتاب سے پہلے نماز فجر (کی پہلی رکعت) کے سجدے کر لیتا ہے، تو اسے چاہیے کہ وہ نماز مکمل کرے۔''

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

سجدہ پانے کا مطلب یہ ہے کہ اس نے پہلی رکعت کا قیام، رکوع اور سجدے طلوع آفتاب یا غروب آفتاب سے پہلے کر لیے ہوں۔ سادہ لفظوں میں یوں کہیے کہ اس نے پوری رکعت پڑھی ہو۔ ایک رکعت سے ہم بالعموم یہی سمجھتے ہیں کہ وہ سجدوں پر جا کر مکمل ہوتی ہے۔ اسی بات کو اس روایت میں بیان کیا گیا ہے۔

دیگر متون

مسند احمد میں یہ روایت ان الفاظ میں آئی ہے:

عن أبي هريرة أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من صلى ركعة من صلاة الصبح قبل أن تطلع الشمس فلم تفته ومن صلى ركعة من صلاة العصر قبل أن تغرب الشمس فلم تفته. (مسند احمد، رقم ۷۴۵۱)

''ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے فجر کی ایک رکعت سورج طلوع ہونے سے پہلے پڑھ لی، تو اس کی فجر قضا نہیں ہوئی۔ اور جس نے عصر کی ایک رکعت سورج غروب ہونے سے پہلے پڑھ لی، تو اس کی عصر قضا نہیں ہوئی۔''

بخاری میں یہ روایت ان الفاظ میں آئی ہے:

عن أبي هريرة قال: قال: رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إذا أدرك أحدكم

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی سورج ڈوبنے

سـجدة من صلاة العصر قبل أن تغرب الشمس فليتم صلاته، وإذا أدرك سجدة من صلاة الصبح قبل أن تطلع الشمس فليتم صلاته. (بخاری، رقم ۵۳۱)

سے پہلے نماز عصر (کی پہلی رکعت) کے سجدے کر لیتا ہے، تو اسے چاہیے کہ وہ نماز مکمل کرے۔ اور جب تم میں سے کوئی طلوع آفتاب سے پہلے نماز فجر (کی پہلی رکعت) کے سجدے کر لیتا ہے، تو اسے چاہیے کہ وہ نماز مکمل کرے۔''

یہ دونوں روایتیں موطا کی زیر بحث روایت سے درج ذیل پہلوؤں سے مختلف ہیں۔

مسند احمد کی روایت میں 'فلم تفته' کے الفاظ یہ بتا رہے ہیں کہ جس نے اس وقت نماز پڑھی اس کی نماز فوت نہیں ہو گی۔ یہ الفاظ موطا کے مضمون پر اضافہ ہیں۔

صحیح بخاری کی روایت میں 'ادرك سجدة' کے الفاظ یہ بتا رہے ہیں کہ رکعت پانے کا مطلب یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ سے لے کر سجدہ کرنے تک کا عمل سورج طلوع یا غروب ہونے سے پہلے کر لیا جائے۔

اسی روایت میں 'فليتم صلاته' کے الفاظ اس آدمی کے لیے تسلی کے کلمات ہیں، جو اس تردد میں تھا کہ سورج ڈوبنے اور چڑھنے کے اس ممنوع وقت میں کیا نماز کو جاری رکھے؟ یا وہ اس وقت میں نماز کا آغاز کرے، جب کہ تھوڑی دیر بعد ممنوع وقت شروع ہونے والا ہے؟ ان سوالات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے معلوم ہو رہا ہے کہ وہ ایسا کر سکتا ہے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

احادیث باب پر نظر

امامت جبریل والی حدیث میں عصر کا آخری وقت دو مثل سایہ تک ہے، جبکہ اس میں آخری وقت غروب آفتاب کا وقت ہے، اور وہ بھی اتنا کہ آدمی ایک رکعت پا لے۔ اسی طرح اس میں فجر کا آخری وقت اسفار ہے، جبکہ اس روایت میں طلوع آفتاب سے پہلے ایک رکعت پا لینے کو آخری وقت قرار دیا گیا ہے۔ اس اختلاف پر ہم موطا کی پہلی روایت کے تحت تفصیل سے لکھ آئے ہیں۔ یہاں بس اتنا جان لیجیے کہ حدیث جبریل میں ان اوقات کا بیان ہے، جو اولوالعزم انبیا نے نمازوں کے لیے اپنائے رکھے۔ اس حدیث میں عصر اور فجر کا آخری وقت بتایا جا رہا ہے، جن کے بعد اگر آدمی نماز پڑھے تو وہ قضا ہو گی۔

فجر کی نماز کی طرح فقہا نے عصر کے وقت میں بھی اختلاف کیا ہے۔ اس میں فقہا تین گروہوں میں بٹ گئے ہیں۔ ایک وہ لوگ ہیں، جنھوں نے دو مثل سایہ کے وقت کو عصر کا آخری وقت قرار دیا، دوسرے گروہ نے سورج کے زرد ہونے کو اور تیسرے گروہ نے غروب آفتاب سے پہلے ایک رکعت پڑھ سکنے کے وقت کو اس کا آخری وقت قرار دیا ہے۔ جمہور فقہا نے یہ رائے اختیار کی ہے کہ جن روایتوں میں سورج کے زرد ہونے کو آخری وقت قرار دیا گیا ہے، ان میں اور ان روایتوں میں جن میں دو مثل وقت کی بات کی گئی ہے، کوئی فرق نہیں ہے۔ البتہ جو روایت غروب آفتاب سے ایک رکعت پہلے تک کے وقت والی

ہے، وہ صاحب عذر اور مجبور کا وقت ہے نہ کہ عام حالات کا وقت۔

ہمارے خیال میں ان سب روایتوں کی تاویل سنت ثابتہ کی روشنی میں ہونی چاہیے۔ پچھلی روایتوں میں ہم تفصیل سے اس موضوع پر بات کر آئے ہیں۔ سنت ثابتہ میں نمازوں کے اوقات ان کے ناموں کے ذریعے سے متعین کیے گئے ہیں۔ یہی معاملہ نماز عصر کا ہے۔ امامت جبریل ''دو مثل سائے'' اور ''سورج کے زرد ہونے تک'' والی تمام روایتیں دراصل متعین کردہ وقت کے بارے میں کچھ بیان نہیں کر رہی ہیں، بلکہ یہ روایتیں نماز عصر کے پسندیدہ وقت کا تعین کر رہی ہیں۔ اسی رائے سے تمام روایات اپنی اپنی جگہ قائم رہتے ہوئے بھی باہم متعارض نہیں رہتیں۔

ٹھیک یہی حل فجر کی نماز کا ہے جسے ہم پچھلی روایت کے تحت تفصیل سے لکھ آئے ہیں۔ ہمارا وہ استدلال جو فجر کے بارے میں ہے وہی یہاں عصر کے بارے میں ملحوظ رہنا چاہیے۔ اس لیے کہ فجر اور عصر کا معاملہ روایتوں میں بالکل ایک جیسا ہے۔ پچھلی روایت میں اور موطا کی پہلی روایت میں ہمارا سارا استدلال بیان ہو گیا ہے۔ اس لیے یہاں طول کلام کی ضرورت نہیں ہے۔

---

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com